روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعہ 16/اپریل 2010ء .... 1431 ہجری 16 شہادت 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 83

لقاء الٰہی

اے انسان! تجھے ضرور اپنے رب کی طرف سخت مشقت کرنے والا بننا ہوگا۔ پس (بہرحال) تو اسے روبرو ملنے والا ہے۔

(الانشقاق: 7)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

انبیاء اور رسل کو جو بڑے بڑے مقام ملتے ہیں وہ ایسی معمولی باتوں سے نہیں مل جاتے جو نرمی سے اور آسانی سے پوری ہو جائیں بلکہ ان پر بھاری ابتلاء اور امتحان وارد ہوئے جن میں وہ صبر اور استقلال کے ساتھ کامیاب ہوئے۔ تب خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کو بڑے بڑے درجات نصیب ہوئے۔ دیکھو حضرت ابراہیمؑ پر کیسا بڑا ابتلاء آیا۔ اس نے اپنے ہاتھ میں چھری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے اور اس چھری کو اپنے بیٹے کی گردن پر اپنی طرف سے پھیر دیا مگر آگے بکرا تھا۔ ابراہیمؑ امتحان میں پاس ہوا اور خدا تعالیٰ نے بیٹے کو بھی بچا لیا۔ تب خدا تعالیٰ ابراہیمؑ پر خوش ہوا کہ اس نے اپنی طرف سے کوئی فرق نہ رکھا۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل تھا کہ بیٹا بچ گیا ورنہ ابراہیمؑ نے اس کو ذبح کر دیا تھا۔ اس واسطے اس کو صادق کا خطاب ملا اور توریت میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابراہیمؑ تو آسمان کے ستاروں کی طرف نظر کر کیا تو ان کو گن سکتا ہے۔ اسی طرح تیری اولاد بھی نہ گنی جائے گی۔ تھوڑے سے وقت کی تکلیف تھی وہ تو گزر گئی۔ اس کے نتیجہ میں کس قدر انعام ملا۔ آج تمام سادات اور قریش اور یہود اور دیگر اقوام اپنے آپ کو ابراہیمؑ کا فرزند کہتے ہیں۔ گھڑی دو گھڑی کی بات تھی وہ تو ختم ہو گئی اور اتنا بڑا انعام ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملا۔ درحقیقت انسان کا تقویٰ تب محقق ہوتا ہے جبکہ اس پر کوئی مصیبت وارد ہو۔ جب وہ تمام پہلو ترک کر کے خدا تعالیٰ کے پہلو کو مقدم کر لے اور آرام کی زندگی کو چھوڑ کر تلخ زندگی قبول کر لے تب انسان کو حقیقی تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ انسان کی اندرونی حالت کی اصلاح نری رسمی نمازوں اور روزوں سے نہیں ہو سکتی بلکہ مصائب کا آنا ضروری ہے۔

عشق اول سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

اول حملہ عشق کا شیر کی طرح سخت ہوتا ہے۔ جس قدر انبیاء اور رسول اور صدیق گزرے ہیں ان میں سے کسی نے معمولی امور سے ترقی نہیں پائی بلکہ ان کے مدارج کا راز اس بات میں تھا کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے ساتھ موافقت تامہ کی۔ مومن کی ساری اولاد ذبح کر دی جائے اور اس کے سوائے بھی اس پر تکالیف پڑیں تب بھی وہ بہرحال قدم آگے بڑھاتا ہے۔ دیکھو انسان باوجود ہزاروں کمزوریوں کے اپنے سچے دوست کے ساتھ وفاداری کرتا ہے تو کیا خدا جو رحمان اور رحیم ہے وہ تمہارے ساتھ وفاداری نہ کرے گا۔ خدا تعالیٰ سے ایسا پیار کرو کہ اگر ہزار بچہ ایک طرف ہو اور خدا ایک طرف تو خدا کی طرف اختیار کرو اور بچوں کی پروا نہ کرو۔ مصائب تمام انبیاء پر وارد ہوتے رہے ہیں۔ کوئی ان سے خالی نہیں رہا۔ اسی واسطے مصائب کے برداشت کرنیوالے کے لئے بڑے بڑے اجر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور اپنے رسول کو خطاب کیا ہے کہ صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو جو مصیبت کے وقت کہتے ہیں کہ ایک وقت تھا کہ ہمارا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ خدا تعالیٰ نے ہم کو پیدا کیا ہے اور اس کی ہم امانت ہیں اور اسی کے پاس جانا ہے۔ ایسے لوگوں کے واسطے بشارت ہے۔ ان مصائب کے ذریعہ سے جو برکات حاصل ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے جو خاص بشارت ملتی ہے وہ نماز روزہ زکوۃ سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ نماز کما حقہ ادا ہو جاوے تو بہت عمدہ شئے ہے مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے جو نشانہ لگتا ہے۔ وہ سب سے زیادہ ٹھیک بیٹھتا ہے اور اسی سے ہدایت اور رستگاری حاصل ہوتی ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم ص 416)

بنیادی امور داخلہ جامعہ احمدیہ ربوہ

1۔ امیدوار کا کم از کم میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔
2۔ داخلہ میٹرک / ایف اے کے نتیجہ کے بعد ہوگا تاہم نتیجہ نکلنے سے قبل درخواست بھجوادی جائے۔
3۔ امیدوار اپنی درخواست سادہ کاغذ پر اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ کو بھجوائے۔
4۔ درخواست پر امیدوار کے والد / سرپرست کے دستخط ہونے بھی ضروری ہیں۔
5۔ درخواست مکرم امیر صاحب / صدر صاحب جماعت کی سفارش کروانے کے بعد بھجوائیں۔
6۔ درخواست میں اپنا نام، تاریخ پیدائش، ولدیت، تعلیم مکمل پتہ اور اگر واقف نو ہے تو حوالہ نمبر ضرور تحریر کرے۔
7۔ میٹرک پاس کیلئے عمر کی حد 17 سال اور ایف۔اے پاس کیلئے 19 سال ہے۔
8۔ داخلہ کیلئے امیدوار کا تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو میں پاس ہونا ضروری ہے۔
9۔ طبی رپورٹ کا تسلی بخش ہونا بھی ضروری ہے۔
10۔ مزید معلومات کیلئے اس فون نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ 047-6211082

(وکالت تعلیم تحریک جدید ربوہ)

نمایاں کامیابی

مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب سابق امیر ضلع بہاولپور تحریر کرتے ہیں۔

میرے پوتے شعیب محمود ابن مکرم محمود احمد کامران صاحب ڈیفنس کراچی نے 2009ء میں اولیول کے پہلے سال میں نو مضامین کا امتحان دیا تھا اس میں 4 مضامین میں اے سٹار اور باقی 5 میں اے گریڈ حاصل کیا اور ورلڈ ہسٹری میں پورے پاکستان میں ٹاپ کیا ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا آئندہ بھی کامیابی عطا کرے اور دین و دنیا میں ترقیات سے نوازے۔ آمین

مشعل راہ

عہدے خدمت کرنے کے لئے دیئے جاتے ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 5 دسمبر 2003ء میں فرماتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود نے فرمایا تھا کہ جو نصائح میں عہدیداران کے لئے کرتا ہوں اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ صرف عہدیداران کے لئے ہیں بلکہ تمام افراد جماعت مخاطب ہوتے ہیں اور ان کو بھی یہ نصائح ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ کل کو ایک عہدیدار کے ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جانے کی وجہ سے، یا بیمار ہو جانے کی وجہ سے، یا بڑھاپے کی وجہ سے، یا فوت ہو جانے کی وجہ سے کوئی دوسرا شخص اس عہدے کے لئے مقرر کر دیا جائے۔ پھر انتخابات بھی ہوتے ہیں، عہدے بدلتے بھی رہتے ہیں۔ تو ہر ایک کو اپنے ذہن میں یہ سوچ رکھنی چاہئے کہ جب بھی وہ عہدیدار بنیں گے وہ ایک خادم کے طور پر خدمت کرنے کے لئے بنیں گے۔ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ عہدیدار بدلے بھی جاتے ہیں، خلیفہ وقت خود بھی اپنی مرضی سے بعض عہدوں کو تبدیل کر دیتے ہیں۔ تو بہر حال نئے آنے والے شامل ہوتے ہیں اور نئے آنے والوں کی بھی یہی سوچ ہونی چاہئے اور اگر بنیادی ٹریننگ ہوگی تو اس سوچ کے ساتھ جو عہدہ ملے گا تو ان کو کام کرنے کی سہولت بھی رہے گی۔

تو جیسا کہ میں نے کہا ہر شخص کو اس ذمہ داری کا احساس ہونا چاہئے کہ اس نظام جماعت کا احترام کرنا ہے اور دوسروں میں بھی یہ احترام پیدا کرنا ہے۔ تو خلیفہ وقت کی تسلی بھی ہوگی کہ ہر جگہ کام کرنے والے کارکنان، نظام کو سمجھنے والے کارکنان، کامل اطاعت کرنے والے کارکنان میسر آ سکتے ہیں تو بہر حال جیسا کہ میں نے کہا کہ اصل کام نظام جماعت کا احترام قائم کرنا ہے اور اس کو صحیح خطوط پر چلانا ہے۔ تو اس کے لئے عہدیداران کو، کارکنان کو دو طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ ایک تو وہ ہیں جو جماعت کے عام ممبر ہیں۔ جتنے زیادہ یہ مضبوط ہوں گے، جتنا زیادہ ہر شخص کا نظام سے تعلق ہوگا، جتنی زیادہ ان میں اطاعت ہوگی، جتنی زیادہ قربانی کا ان میں مادہ ہوگا، اتنا ہی زیادہ نظام جماعت مضبوط ہوگا۔ اور یہ چیزیں ان میں کس طرح پیدا کی جائیں۔ اس سلسلہ میں عہدیداران کے فرائض کیا ہیں؟ اس کا میں اوپر تذکرہ کر چکا ہوں۔ اگر وہ پیار محبت کا سلوک رکھیں گے تو یہ باتیں لوگوں میں پیدا ہوتی چلی جائیں گی۔ اور یہی آپ کا گروہ ہے جتنا زیادہ اس کا تعلق جماعت سے اور عہدیداران سے مضبوط ہوگا، اتنا ہی زیادہ نظام جماعت بھی آرام سے اور بغیر کسی رکاوٹ کے چلے گا۔ اتنا زیادہ ہی ہم دنیا کو اپنا نمونہ دکھانے کے قابل ہوسکیں گے۔ اتنی ہی زیادہ ہمیں نظام جماعت کی پختگی نظر آئے گی۔ جتنا جتنا تعلق افراد جماعت اور عہدیداران میں ہوگا۔ اور پھر خلیفہ وقت کی بھی تسلی ہوگی کہ جماعت ایسی مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکی ہے جن سے بوقت ضرورت مجھے کارکنان اور عہدیداران میسر آ سکتے ہیں۔ اگر کسی جگہ کچھ جماعتیں تو اعلیٰ معیار کی ہوں اور کچھ جماعتیں ابھی بہت پیچھے ہوں تو بہر حال یہ فکر کا مقام ہے۔ تو عہدیداران کو اپنے علاقہ میں، اپنے ضلع میں یا اپنے ملک میں اس نہج پر جائزے لینے ہوں گے کہ کہیں کوئی کمی تو نظر نہیں آ رہی۔ اپنے کام کے طریق کا جائزہ لینا ہوگا۔ اپنی عاملہ کی مکمل Involvement کا یا مکمل ان کاموں میں شمولیت کا جائزہ لینا ہوگا۔ کہیں آپ نے عہدے صرف اس لئے تو نہیں رکھے ہوئے کہ عہدہ مل گیا ہے اور معذرت کرنا مناسب نہیں اس لئے عہدہ رکھی رکھو اور اس سے جس طرح بھی کام چلتا ہے چلائے جاؤ۔ اس طرح تو جماعتی نظام کو نقصان پہنچ رہا ہوگا۔ اگر تو ایسی بات ہے تو یہ زیادہ معیوب بات ہے اور یہ زیادہ بڑا گناہ ہے بہ نسبت اس کے کہ عہدے سے معذرت کر دی جائے۔ اس لئے ایسے عہدیدار تو اس طرح جماعت کے نظام کو، جماعت کے وقار کو نقصان پہنچانے والے عہدیدار ہیں۔

(روزنامہ الفضل 22 مارچ 2004ء)

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت

عالم روحانی کے لعل و جواہر نمبر 572

احمدی نوجوانوں کو تفکرِ قرآن کی تحریک

سیدنا حضرت مصلح موعود کے خطبہ جمعہ فرمودہ 27 جنوری 1956ء کا ایک ولولہ انگیز اقتباس:۔

''حضرت مسیح موعود کے پاس بھی طلباء آتے تھے اور آپ سے مختلف مسائل پر گفتگو کیا کرتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا بھی یہی طریق تھا۔ ہم طالب علم آپ کے پاس چلے جاتے اور مختلف علمی سوالات دریافت کرتے اور آپ ان کے جوابات دیا کرتے تھے۔ صرف مجھے آپ اعتراض کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ حافظ روشن علی صاحب کو تنقید کرنے اور سوالات کرنے کی بڑی عادت تھی انہیں دیکھ کر ایک دن میں نے بھی بعض سوالات کر دیئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ میاں حافظ روشن علی کو دیکھ کر تمہیں بھی سوالات کرنے کا شوق پیدا ہوا ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا میں علم کے بارہ میں بخیل نہیں ہوں۔ مجھے جو کچھ آتا ہے۔ وہ میں بتا دیتا ہوں۔ لیکن جو مجھے نہیں آتا، وہ میں کیسے بتاؤں اگر یہ باتیں مجھے معلوم ہوتیں تو کیا یہ ہوسکتا تھا کہ تمہیں نہ بتاتا۔ پس تم حافظ روشن علی کی نقل نہ کرو بلکہ خود بھی سوچو اور غور کرو آخر قرآن کریم میرا ہی نہیں تمہارا بھی ہے اگر مجھے کوئی بات نہیں آتی۔ تو تمہارا بھی فرض ہے کہ تم خود قرآن کریم کی آیات پر غور کرو اور ان پر جو اعتراضات وارد ہوتے ہیں۔ ان کا جواب دو۔ میں بھی طلباء سے یہی کہتا ہوں کہ وہ خود غور کرنے کی عادت ڈالیں اور جو باتیں میں نے بیان کی ہیں۔ ان کے متعلق سوچیں اور پھر دوسرے لوگوں میں بھی انہیں پھیلانے کی کوشش کریں۔ یاد رکھو صرف کتابیں پڑھنا ہی کافی نہیں۔ بلکہ ان میں جو کمی تمہیں نظر آتی ہو اسے دور کرنا بھی تمہارا فرض ہے۔ مثلاً تفسیر کبیر کو ہی لے لو۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے قرآن کریم کا بہت کچھ علم دیا ہے۔ لیکن کئی باتیں ایسی بھی ہوں گی۔ جن کا ذکر میری تفسیر میں نہیں آیا۔ اس لئے اگر تمہیں تفسیر میں کوئی بات نظر نہ آئے تو تم خود اس بارہ میں غور کرو اور سمجھ لو کہ شاید اس کا ذکر کرنا مجھے یاد نہ رہا ہو اور اس وجہ سے میں نے نہ لکھی ہو یا ممکن ہے وہ میرے ذہن میں ہی نہ آئی ہو اور اس وجہ سے وہ رہ گئی ہو۔ بہر حال اگر تمہیں اس میں کوئی کمی دکھائی دے تو تمہارا فرض ہے کہ تم **خود قرآن کریم کا مطالعہ کرو اور ان اعتراضات کو دور کرو جو ان پر وارد ہوتے ہیں''۔**

(الفضل 11 فروری 1956ء صفحہ 4)

یاد رکھ لیک کہ غلبہ نہ ملے گا جب تک
دل میں ایمان نہ ہو ہاتھ میں قرآن نہ ہو

مرکز احمدیت کو خطہ قدوسیاں بنانے کا عزم

مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری (ولادت 1916ء۔ وفات یکم ستمبر 1984ء) سیرالیون میں پیغام حق پہنچانے کے بعد 1949ء میں پاکستان تشریف لائے اور پہلی بار جدید مرکز احمدیت کی زیارت کی وہ اس بستی کا ابتدائی دور تھا اور بظاہر مخالفتوں کے طوفانوں میں کسی آبادی کا سامان گمان بھی نہ ہوسکتا تھا لیکن پوری دنیا کے احمدی اپنے مقدس امام حضرت مصلح موعود کے ساتھ متضرعانہ دعاؤں میں مصروف تھے۔ مولانا صاحب نے اسی ماحول میں اس مقدس بستی کے مستقبل کے متعلق ایک پُر کیف نظم کہی جو ہر احمدی کی دلی تمناؤں کا مظہر تھی۔ آج اس واقعہ پر 60 سال بیت رہے ہیں رب کریم اللہ جلشانہ کی قدرت نمائی دیکھئے کہ بے آب و گیاہ سرزمین آج باغ جناں بن چکی ہے اور دنیا بھر کے سیاحوں کو دعوت نظارہ دے رہی ہے۔ مولانا کی نظم سے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں

تِری زمین کو اے وادِ غیرِ ذی زرعِ
خدا کے فضل سے ہم گلستاں بنا دینگے
نہ غمزدہ ہو تو ویران و خشک ٹیلوں پر
اِنہیں کو دیکھنا جنت نشاں بنا دینگے
پناہ گزیں ہیں تری گود میں جو مومن آج
وہ ایک دن تجھے فخرِ جہاں بنا دینگے
ہم اپنے عزم و عمل سے اسی بیاباں کو
مثیلِ ارضِ مسیحِ زماں بنا دینگے
بدل کے ارض و سما تیرے انکے بدلے ہم
نئی زمین نیا آسماں بنا دینگے
یہاں سے پھوٹ کے آبِ حیات کے چشمے
ہر ایک مُلک کو باغِ جناں بنا دینگے
ہوا ہے وحیِ الٰہی سے انتخاب ترا
تجھے جہاں میں رُوحِ جہاں بنا دینگے
ملے گا قادیاں واپس ضرور پَر صدّیق
ہم اس زمین کو بھی قادیاں بنا دینگے

☆☆☆

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

ق۔ن طارق ہاشمی

والدین کی اطاعت اور خدمت جنت کا مستحق بنا دیتی ہے

خداتعالیٰ کی عبادت اور وحدانیت کے بعد والدین سے حسن سلوک کا حکم ہے

ماں باپ خداتعالیٰ کی صفات کے مظہر ہیں ان کی خدمت سے جنت کے دروازے کھلتے ہیں۔ان کی دعائیں آسمان پر مقبول ہوتی ہیں وہ زمین پر انسان کے سب سے بڑے محسن ہیں۔ان کا شکر ادا کرنا۔ خداتعالیٰ نے واجب قرار دیا ہے ۔ خداتعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی عبادت اور وحدانیت کے بعد والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا۔فرمایا۔

ترجمہ''۔اورتم اللہ کی عبادت کرواور کسی چیز کواس کا شریک نہ بناؤاور والدین کے ساتھ بہت احسان کرو۔ (سورۃ النساء۔27)

گویا خداتعالیٰ کی توحید اور عبادت کے قیام کے بعد انسان پر سب سے بڑا حق اس کے والدین کا ہے۔ یہی وہ ہستیاں ہیں جن کے ذریعے ایک فرداس دنیا میں آتا ہے اوریہی وہ وجود ہیں جن کی خدمت اور اطاعت سے انسان کے لئے جنت کے دروازے کھلتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بیٹا اپنے والد کے احسان کا بدلہ نہیں اُتار سکتا سوائے اس کے کہ باپ کسی کا غلام ہو اور بیٹا اسے خرید کر آزاد کردے۔

(صحیح مسلم کتاب العتق)

ایک اور حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا والدین کی خدمت اور اطاعت کر کے انسان کی جنت میں داخل ہوسکتا ہے۔صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ اس کی ناک خاک آلود ہو۔ اس کی ناک خاک آلود ہو۔ اس کی ناک خاک آلود ہو۔صحابہؓ نے عرض کیا کس کی؟ فرمایا وہ شخص جس نے اپنے ماں باپ دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی عمر میں پایا اور پھر جنت میں داخل نہ ہوسکا۔

(صحیح مسلم بخاری البر والصلۃ باب رغم انف من ادرک ابویہ نمبر 4627)

حضرت ابو امامۃؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا۔ یارسول اللہ ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے فرمایا۔ وہ دونوں تیری جنت اور دوزخ ہیں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الادب برالوالدین نمبر 3652)

خداتعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ......

تیرے رب نے فیصلہ صادر کردیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو اور ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا دونوں ہی تو انہیں اف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت سے مخاطب کر اور ان دونوں کے لئے رحم سے عجز کا پَر جھکا دے اور کہہ کہ اے میرے رب ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں تربیت کی''۔

انسان اپنے والدین کا احسان نہیں اتار سکتا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں کہ۔

''ماں باپ تربیت کے لئے ہی جس قدر تکلیف اٹھاتے ہیں۔اگر اس پر غور کیا جائے تو بچے پیر دھو دھو کر پئیں میں نے چودہ بچوں کا بلاواسطہ باپ بن کر دیکھا کہ بچوں کی ذرا سی تکلیف سے والدین کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ان کے احسانات کے شکریہ میں ان کے حق میں دعا کرو۔ میں اپنے والدین کیلئے دعا کرنے سے کبھی نہیں تھکا۔کوئی ایسا جنازہ نہیں پڑھا ہوگا جس میں ان کیلئے دعا نہ کی ہو۔جس قدر بچہ نیک بنے ماں باپ کو راحت پہنچتی ہے اور وہ اس دنیا میں بہشتی زندگی بسر کرتے ہیں''۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان 24 فروری 1910ء)

خداتعالیٰ نے جہاں اپنی توحید کی تعلیم دی وہاں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا بھی ارشاد فرمایا۔ کہ ان کے ساتھ احسان کا سلوک کرو اور اس احسان کو بھلا کر کہیں اف نہ کہو۔اور حتی الامکان ان کی اطاعت کرو اگرچہ ایسا حکم بھی ہو جو دنیاوی لحاظ سے نقصان دہ ہو اور انسان ناپسند کرتا ہو تب بھی ان کی اطاعت کی جائے۔

حضرت مسیح موعود کی فطرت دین کی خدمت کے لئے وقف تھی اور دنیاداری کے جھمیلوں کا کچھ شوق نہ تھا۔لیکن پھر بھی اپنے والد کے اصرار پر محض اطاعت کے خیال سے ایک عرصہ تک سیالکوٹ میں رہنا پڑا اور مقدمات میں ایک لمبا عرصہ گزارنا پڑا۔آپ فرماتے ہیں''وہ چاہتے تھے کہ میں دنیوی امور میں ہردم غرق رہوں ۔ جو مجھ سے نہیں ہوسکتا تھا مگر تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے نیک نیتی سے نہ دنیا کیلئے بلکہ محض اطاعت کے خیال سے اپنے والد صاحب کی خدمت میں اپنے تئیں محو کردیا تھا اور ان کیلئے دعا میں بھی مشغول رہتا تھا''۔

(کتاب البریہ۔روحانی خزائن جلد 13 ص 183)

مشہور صوفی حضرت محمد علیؒ ترمذی حکیم نے اعلیٰ مذہبی تعلیم کے حصول کے لئے دو طالبعلموں کے ہمراہ شہر سے باہر جانے کا ارادہ کیا۔تو آپ نے والدہ سے اس کا اظہار کیا تو۔ والدہ نے کہا کہ میں ضعیف ہوں مجھ کو اس عالم میں چھوڑ کر کہاں جاتے ہو۔ چنانچہ آپ رک گئے اور دوسرے ساتھی چلے گئے ۔ پانچ ماہ بعد آپ گورستان میں بیٹھ کر رونے لگے کہ میں یہاں بےکار ہوں اور میرے ساتھی کل عالم ہوکر آئیں گے آپ ابھی رو ہی رہے تھے کہ ایک طرف ایک نورانی شکل کے بزرگ نمودار ہوئے اور آپ سے رونے کا سبب پوچھا آپ نے سارا حال سنا دیا۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ تم کوئی غم نہ کرو۔ اگر تم چاہو تو میں تم کو روزانہ سبق پڑھا دیا کرونگا تا کہ تم ان سے بڑھ جاؤ۔ چنانچہ تین سال تک وہ روزانہ سبق پڑھاتے رہے۔فرماتے ہیں کہ میں نے یہ دولت والدہ کی رضا مندی سے حاصل کی''۔

(تذکرۃ اولیاء ص 252-251 فریدالدین عطار مترجم شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور)

حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب بھی اپنے والدین کی بہت فرمانبرداری کیا کرتے تھے اور کبھی ان کے حکم سے سرتابی نہیں کی فرماتے ہیں کہ۔

ایک دن والد صاحب نے مجھے ڈانٹا کہ تم سکول کیوں نہیں گئے اور حکم دیا کہ ابھی بستہ اٹھاؤ اور سکول جاؤ۔ میں فوراً حکم کی تعمیل میں سکول چلا گیا۔ حالانکہ سکول بند تھا۔سکول سے واپس آیا۔تو والد صاحب کے دریافت کرنے پر میں نے عرض کیا کہ آج سکول بند ہے''۔ (خالد خصوصی نمبر 1985ء ص 86)

اطاعت والدین کی بےشمار مثالیں ہیں کہ جنہوں نے خود تکلیف اٹھا کر والدین کو اف تک نہ کہا اور والدین کے حق میں دعا ہی کی ۔ خداتعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا''کہ والدین کی عزت کر اور بول چال میں ان کے بزرگانہ مرتبہ کا لحاظ رکھ''۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ والدین کی کس قدر تعظیم کرنی چاہئے اور اگر والدین کا ایسا حکم ہو جو دنیاوی لحاظ سے نقصان دہ ہو اور انسان ناپسند کرتا ہو تب بھی ان کی اطاعت کی جائے اور اللہ سے اس کے اجر کی توقع رکھی جائے۔

بڑھاپے میں ماں باپ کو ویسی ہی خدمت کی ضرورت ہوتی ہے جیسی بچے کو بچپن میں ہوتی ہے قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء بھی والدین کیلئے دعا کیا کرتے تھے جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا ہے کہ اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بھی (سورۃ نوح آیت 29)

پھر حضرت ابراہیم کی دعا ہے۔

''اے ہمارے رب۔ مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بھی اور مومنوں کو بھی جس دن حساب برپا ہوگا حضرت ابراہیمؑ کی وہ جامع دعا ہے جس کو رسول کریمؐ نے نماز کی دعاؤں میں شامل فرمایا اور اب ساری امت اس دعا میں مشغول ہے۔

(سورۃ ابراہیم آیت 42)

سورۃ بنی اسرائیل آیت 25 میں فرماتا ہے۔

کہ اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔اس دعا میں خداتعالیٰ نے اولاد پر ذمہ داری ڈال دی جو اس کو والدین کی طرف توجہ دلاتی ہے کہ ان سے احسان کا سلوک کرنا ہے ۔گویا اطاعت ان پر فرض کردی کہ صرف والدین کی ذمہ داریاں پوری کرنا کافی نہیں ان کے ساتھ احسان کا سلوک بھی ہونا ضروری ہے اور جس طرح انہوں نے ہمیں پالا۔ ہماری تربیت کی۔ہمیں پڑھایا اور انسانیت سکھائی۔ دنیا میں رہنے کے آداب سکھائے اور زندگی کے سارے اتار چڑھاؤ بتائے۔

''حضرت نبی کریم ﷺ سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے پوچھا کہ کونسا عمل خداتعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ آپؐ نے فرمایا تمہاری نماز جو وقت پر پڑھی جائے۔انہوں نے پھر پوچھا اس کے بعد کون سا کام خدا کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔تو آپؐ نے فرمایا۔ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا''کہ جو آدمی چاہتا ہے کہ اس کی عمر دراز ہو اور اس کی روزی میں کشادگی ہو۔اسے چاہئے کہ ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرے۔''

(مسند احمد جلد 3 ص 266 حدیث نمبر 12922)

صرف والدین کی ساری ذمہ داریاں پوری کرنا کافی نہیں ۔ بلکہ ان کے ساتھ احسان کا سلوک کرو۔ جس طرح بچپن میں انہوں نے محبت اور شفقت کا سلوک کیا اور ذرا سی تکلیف سے بےچین ہو جاتے۔ خود دکھ اٹھا کر ہمیں سکھ پہنچاتے ۔ ہماری ہر ضرورت کا خیال رکھتے۔اے میرے خدا ان پر رحم فرما اور میرے سلوک میں جو کمیاں رہ جائیں اپنے رحم سے دور فرما۔ دعا کے ذریعے تجھ سے مدد چاہتا ہوں اور ان کے احسان کا بدلہ نہیں چُکا سکتا۔

ایک دفعہ ایک آدمی رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے اپنے ماں باپ کی شکایت کی کہ وہ جب چاہتے ہیں میرا مال لے لیتے ہیں۔ رسول اللہؐ نے اس کے باپ کو بلایا۔ وہ لاٹھی ٹیکتا ہوا آیا۔ آپؐ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہنا شروع کیا کہ اے اللہ کے رسول! ایک زمانہ تھا جب یہ کمزور تھا۔ بےبس تھا اور اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ مجھ میں طاقت تھی میں مال دار تھا۔ میں نے کبھی اس کو اپنی چیز لینے سے منع نہیں کیا تھا۔آج میں کمزور ہوں اور یہ تندرست وتوانا، میں خالی ہاتھ ہوں اور یہ مال دار۔اب یہ اپنا مال مجھ سے چھپا کر رکھتا ہے۔بوڑھے کی یہ بات سن کر رسول اللہؐ کرو پڑے اور فرمایا تو اور تیرا مال ۔ تیرے باپ کا ہے۔اولاد پر ماں باپ کے حقوق ادا کرنا فرض ہے۔

جتنا پیار ماں بچے سے کرتی ہے کوئی دوسری ہستی نہیں کرسکتی سورۃ الاحقاف آیت نمبر 16 میں خداتعالیٰ

فرماتا ہے کہ ہم نے انسان کو تاکیدی نصیحت کی کہ والدین سے احسان کرے۔ اسے اس کی ماں نے تکلیف سے اٹھائے رکھا اور تکلیف کے ساتھ اسے جنم دیا۔ گویا والدین کے حقوق اور حسن سلوک کا حکم دیتے ہوئے والدہ کے حقوق کا الگ اور خصوصی ذکر فرمایا۔

رسول کریمؐ نے فرمایا کہ جنت تمہاری ماں کے قدموں تلے ہے۔ ماں کی خدمت کو اہم قرار دیا۔ ایک شخص معاویہ بن جاہمہ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں فلاں جہاد میں شامل ہو جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا تیری ماں زندہ ہے۔ اس نے کہا زندہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جا اور اس کے پاس رہ کیونکہ اس کے قدموں میں جنت ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ لوگوں میں سے میرے حسن سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پھر پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پھر پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے چوتھی بار پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا ماں کے بعد تیرا باپ تیرے حسن سلوک کا زیادہ مستحق ہے اور پھر درجہ بدرجہ قریبی رشتہ دار۔

ایک صحابیؓ رسول اللہؐ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھ سے ایک بہت بڑا گناہ ہوگیا ہے کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے۔ اس نے عرض کیا نہیں۔ تو فرمایا کہ کیا تیری خالہ موجود ہے عرض کیا۔ ہاں۔ فرمایا اس کے ساتھ حسن سلوک کر خدا تیرے گناہ بخش دے گا۔

(ترمذی کتاب البر)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں کہ ’’جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے یہ اتنا خوبصورت فقرہ ہے۔ عورت کے لئے اتنا عظیم اظہار تحسین ہے کہ جس کے متعلق یہ فقرہ کہا جائے تو بلاشبہ اس کو آسمان کی رفعتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ کسی مرد کے متعلق نہیں فرمایا کہ ان کے پاؤں تلے ان کی اولادوں یا قوم کی جنت ہے۔ یہاں جنت سے مراد یہ ہے کہ عورت کے اختیار میں ہے کہ قوم کے مستقبل یا گھر کو کیسے جنت بنائے۔ عورت کی ذمہ داریاں ہیں کہ اس کی تربیت یافتہ اولاد کے قدم جہاں پڑیں وہ برکت کے قدم ہوں۔ ان میں برکت کے نشان ظاہر ہوں ان کی تربیت سے معاشرہ میں ایسا حسن پیدا ہو جو سکینت کا باعث ہو اور ایک جنت نشان معاشرے کی تعمیر کریں۔‘‘

حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ ’’جس کام کو میں سب سے بعد جانتا تھا وہ مقدم کام تھا یعنی والدہ کی رضا مندی، پھر فرمایا اور جس چیز کو میں مجاہدات و ریاضت شاقہ میں تلاش کرتا تھا وہ میں نے اپنے گھر میں آسانی سے حاصل کرلی۔ ایک رات والدہ نے پانی طلب کیا میں کوزہ میں سے پانی لینے گیا مگر وہاں پانی نہ تھا۔ گھڑے میں دیکھا مگر وہاں بھی پانی نہ تھا۔ چنانچہ میں نہر پر جا کر پانی لایا۔ مگر میری واپسی تک والدہ سو گئیں۔ میں اسی طرح پانی کا کوزہ لئے کھڑا رہا۔ سخت سردی کے باعث کوزہ میں پانی جم گیا۔ جب والدہ بیدار ہوئیں انہوں نے مجھے یوں کھڑے دیکھ کر سبب دریافت کیا۔ میں نے عرض کیا کہ شاید آپ بیدار ہوں اور پانی طلب کریں لیکن میں حاضر نہ ہوں اس ڈر کی وجہ سے میں کھڑا رہا۔ یہ سن کر والدہ نے پانی پیا اور میرے حق میں دعا کی۔‘‘

والدین کی خدمت بعض حالات میں حقوق اللہ سے بھی مقدم ہو جاتی ہے چنانچہ حضرت اویس قرنیؓ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ رسول اللہؐ کی خدمت میں آنے سے اس لئے رکے رہے کہ والدہ کی خدمت کرنے والا اور کوئی نہ تھا۔ اللہ اور اس کے رسول نے ان کی اس نیت اور عمل کو خوشنودی سے دیکھا۔ آپ یمن کے رہنے والے تھے۔ رسول اللہؐ نے آپ کے اس رحمی تعلق کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا اور یمن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اس طرف سے رحمان خدا کی خوشبو آتی ہے۔ پھر حضرت عمرؓ جیسے مقرب صحابی کو فرمایا۔ بہترین تابعی اویس ہے یہ اپنی والدہ کا بہت فرمانبردار ہے اس سے ملو تو استغفار کی درخواست کرنا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ایسا ہی کیا۔

(مسلم کتاب الفضائل۔ باب الفضائل اویس حدیث نمبر 4613)

رسول کریمؐ کے بعض ارشادات سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے مخصوص حالات میں والدین کی خدمت اور اطاعت کو نماز، حج اور جہاد پر بھی اولیت عطا فرمائی۔ ایسی بے شمار مثالیں کہ رسول اللہؐ نے حج اور جہاد پر جانے کی اجازت کے بجائے ماں کی خدمت کرنے کے لئے کہا۔ آنحضور ﷺ نے صحابہ کو ایک واقعہ سنایا کہ ایک عورت نے اپنے بچے جریج کو جو یہودی عبادت گاہ صومعہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آواز دی۔ جریج پریشان ہوگیا اور بار بار کہنے لگا اے اللہ ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف نماز۔ کیا کروں۔ بہر حال اس نے نماز جاری رکھی۔ رسول اللہؐ ﷺ نے فرمایا۔ اگر جریج عالم ہوتا تو جانتا کہ ماں کی بات کا جواب دینا عبادت سے زیادہ ضروری تھا۔

(بخاری کتاب التہجد باب اذادعت...... جلد 3 ص 78)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تین دعائیں جو لازماً قبول ہوتی ہیں۔ والدہ کی دعا۔ مظلوم کی دعا اور مسافر کی دعا۔ نیز فرمایا کہ خدا کی رضا والد کی رضا میں مضمر ہے اور خدا کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں پوشیدہ ہے۔ پھر والدین کے متعلق یہ بھی ہے کہ انہیں اُف نہ کہو یعنی ایسے طریقے سے بات کرو کہ انہیں تکلیف نہ ہو۔ نرمی سے بات کرو۔ تمہارے لہجے اور الفاظ سے بھی تکلیف نہ ہو۔ عاجزی سے بات کرو۔ والدین اگر بڑھاپے کی وجہ سے سختی سے پیش آئیں تو خندہ پیشانی سے برداشت کریں۔ کیونکہ بڑھاپے کی وجہ سے اپنے وجود کی کمزوری کا احساس زیادہ ہو جاتا ہے۔ اگر والدین کی بے لوث خدمات کو پیش نظر رکھا جائے تو ان کی کسی بات پر غصہ نہ آئے۔

نیک اور بزرگ والدین کی وفات کے بعد ان کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے اور سب سے بڑی نیکی یہی ہے کہ ان کی نیکیوں کو قائم رکھا جائے۔

ہمارے ماں باپ کا ہم پر جو احسان ہے اس احسان کا بدلہ ہم اس طرح سے چُکا سکتے ہیں کہ جو نیک کام وہ کیا کرتے تھے ان نیک کاموں کو ہم بھی کریں اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ والدین کی تربیت کی وجہ سے ہم اعمال صالحہ بجا لانے کے قابل ہوئے کہ جو خدا تعالیٰ کو بھی پسند ہیں۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اولاد حج کی نیت رکھے ہوئے بھی حج نہ کرسکتی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو حج کا ثواب دے گا۔ جس طرح حضرت اویس قرنیؓ کی والدہ جب تک زندہ رہیں۔ آپ نہ رسول اللہؐ کی زیارت کر سکے اور نہ حج۔ صرف اپنی والدہ کی تنہائی کے خیال سے اور والدہ کی وفات کے بعد حج کیا۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ کی والدہ جب تک زندہ رہیں ان کی خدمت کی وجہ سے آپ حج نہ کر سکے۔

(مسلم کتاب الایمان حدیث نمبر 2144)

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم کو والدین کی اطاعت اور ان کی خدمت کی توفیق دے اور اپنے والدین کی نیکیوں کو یاد کرتے ہوئے ان کے نقش قدم پر چلیں اور نیکیوں میں ان سے سبقت لے جائیں اور ایسے اعمال بجا لائیں جو خدا تعالیٰ کو پسند ہوں اور وہ ہم سے راضی ہو جائے۔ ہماری اولاد کو بھی والدین کی خدمت کی توفیق دے اور اس بات کو سمجھنے کی توفیق دے کہ خدا اور اس کے رسول کے احکامات کو ماننے سے دین اور دنیا میں سرخروئی ہے اور جیسا کہ حدیث سے بھی پتہ چلتا ہے کہ جو شخص بندوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی ناشکرا ہے۔ پس اگر ہم والدین کی شکر گزاری اور قدر دانی نہیں کریں گے تو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا بھی سبب بن جائیں گے۔ پس والدین کی اطاعت اور خدمت کو دل سے تسلیم کریں۔ خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو اور ہم والدین کے لئے دل و جان سے خدمت کر سکیں۔

آمین

محترمہ آپا حمیدہ ظہیر صاحبہ

الف۔ حیدری

ایک دن صبح نو دس بجے آپا حمیدہ ظہیر صاحبہ میرے پاس آئیں اور مجھے کہنے لگیں کہ تمہارے بچے اب بڑے ہوگئے ہیں۔ چنانچہ تم حلقہ سید پوری گیٹ کے چندے کا کام سنبھال لو۔ پھر کہنے لگیں کہ فی الحال میرے ساتھ چلو اور چندہ وصول کر لیتے ہیں۔ اگرچہ اس وقت میری طبیعت خراب تھی مگر پھر بھی میں ان کے کہنے پر ان کے ساتھ چل پڑی اور پھر دو چار گھروں کے پتے کے ساتھ رسید بک میرے ہاتھ میں تھما دی۔ شام کو جب میں چندہ لے کر گھر واپس آئی تو میری طبیعت بالکل ٹھیک تھی اور آئندہ کبھی خراب نہ ہوئی۔

اس زمانہ میں ٹانگہ، ٹیکسی، گاڑی بالکل نہ ملتی تھی پیدل ہی جانا ہوتا تھا سارا مہینہ چندہ اکٹھا کر کے جمعہ کے دن رسید بک سمیت سارا چندہ آپا حمیدہ کو دینا ہوتا تھا۔ اپنا ان کا یہ حال تھا کہ جماعتی کاموں کے لئے ہر وقت تیار رہتی تھیں مجھے بھی اسی طرح انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا۔ صبر و شکر سے ہر وقت مسکراتے ہوئے سب کام کر گزرتیں۔ وقتی قربانی اس طور سے انجام دیتیں کہ اگر جماعتی پیغام پہنچانا ہوتو سارا دن گھر گھر جا کر پیغام دیتیں اور اگر کوئی کہے کہ بیٹھ جاؤ تو کہتی تھیں کہ مجھے صرف ایک گلاس پانی دے دو میں نے ابھی آگے اور بہت سے گھروں میں جانا ہے۔

آپا حمیدہ ظہیر صاحبہ بیوہ تھیں اور یہ بیوگی کا زمانہ انتہائی دکھ اور درد سے پُر تھا۔ بیت الذکر کے قریب ہی ان کا گھر تھا۔ ان کی نیکی کی وجہ سے سارا محلّہ ان کی قدر کرتا تھا۔ ان کے چار بچے تھے۔ 1974ء میں جب ساری جماعت پر مصائب کے پہاڑ ڈھائے جا رہے تھے۔ ان کا یہ حال تھا کہ اکیلی 4 بچوں کے ساتھ اپنے گھر بیٹھی تھیں کہ چند خدام آئے اور کہنے لگے کہ کہیں مت جانا ہم ابھی آکر آپ کو اور آپ کے بچوں کو بیت الذکر لے جائیں گے۔ یہاں بہت خطرہ ہے۔ جمعہ کا دن تھا مخالفین نے جلوس نکال کر بیوہ عورت کے گھر پر حملہ کرنا تھا۔ وہ بہت بڑا جلوس لائے اور مٹی کا تیل اور ماچس بھی ساتھ لائے تا کہ گھر کو آگ لگا سکیں۔

آپا حمیدہ ظہیر صاحبہ کے گھر کے سامنے ایک غیر احمدی شادی شدہ جوڑا رہتا تھا۔ میاں ایک دفتر میں افسر تھا اور بیوی پرنسپل تھی۔ جب دشمن جلوس کو لے کر بیوہ عورت کے گھر کے قریب پہنچے تو وہ جوڑا اپنے گھر سے نکل کر بیوہ عورت کے گھر کے سامنے کھڑا ہو گیا اور بیوہ عورت کے گھر کی طرف اشارہ کر کے جلوس والوں سے کہا کہ اس گھر کی طرف مت آنا رات کو خواب میں رسول پاکؐ ہمارے پاس تشریف لائے تھے اور آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ انہیں (بیوہ عورت کو) کچھ مت کہنا۔ اس جوڑے نے جلوس سے مخاطب ہو کر کہا کہ پہلے ہمیں مارو اور پھر ان کی طرف قدم اٹھانا۔ ہم آنحضرتؐ کے حکم کے مطابق ان کی حفاظت کرتے رہیں گے۔

یہ سن کر مخالف وہاں سے چلے گئے اور خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق کہ وہ نیک بندوں کی مدد کرتا ہے اور ان کی حفاظت کرتا ہے۔ اس بیوہ عورت کو محفوظ رکھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی اولاد کو نعمتوں سے نوازے اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

کیا مشہور جرمن شاعر گوئٹے توحید سے متاثر تھا

م-م-رامہ

جب کولمبس نے امریکہ دریافت کیا اور دنیا کا نیا نقشہ سامنے آیا اور جب یورپ میں سفرنامے لکھنے کا رواج شروع ہوا۔ نئی دنیاؤں کی تلاش میں سرگرداں سیاح اور تاجر مختلف ملکوں میں لٹریچر پھیلانے کا موجب بنے اور یورپ میں دوسری تہذیب اور مذاہب کے متعلق معلومات ملنے لگیں۔ تب یورپ میں چرچ کی حکومت ٹوٹنے لگی۔ چونکہ چرچ کی حکومت میں لوگوں کو معمولی معمولی مسائل کے بارے میں بھی عقلی سوال کرنے کا حق حاصل نہ تھا۔ چرچ جو کہتا تھا اس پر چپ چاپ عمل بجا لانا تھا۔ انگلینڈ ،فرانس، ہالینڈ اور جرمنی میں دانشور کلیسا کے بتائے ہوئے مذہب سے ہٹ کر انسانی فطرت کے مطابق عقلی سوچ رکھتے ہوئے تحقیق کرنے لگے۔ یہ وہ وقت تھا جب اسلامی فوج سلطنت عثمانیہ کی سربراہی میں آسٹریا کے شہر وین تک پہنچ چکی تھی۔ کلیسا کو اس خطرے کا پورا احساس تھا کہ ان حالات کی وجہ سے یورپ میں اسلام سے دلچسپی پیدا ہو جائے گی۔ اس خوف سے کہ یورپ میں اسلامی تعلیم نہ آجائے کلیسا نے آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کے متعلق جھوٹی باتوں اور قصوں کی باقاعدہ تشہیر شروع کر دی۔

انسانی فطرت میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ جس چیز سے اسے روکنے کی کوشش کی جاتی ہے اسے جان لینے کا تجسس اس میں بیدار ہو جاتا ہے۔ اس وقت کو (Aufklarung) یعنی روشنی کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ اس زمانے میں بھی ایسے لوگ موجود تھے جنہوں نے سچائی کا کھوج لگایا اور پھر علی الاعلان اس کا اظہار بھی کیا۔ انہی میں ایک مشہور انقلابی شاعر لیسنگ (Lessing) جس نے ایک کتاب ریٹنگ (Rettung) یعنی دفاع لکھی اور جس میں اس نے اسلام کا دفاع کرنا چاہا۔ ہیرڈر (Herder) جو کہ گوئٹے کا دوست تھا، قرآن کو بائیبل کی طرح ایک نازل شدہ کتاب جانتا تھا۔ ایک جرمن orientalist روکرٹ (Ruckert) جو قرآنی زبان سے اس قدر متأثر ہوا تھا کہ اس نے جرمن زبان میں اسی ردھم سے قرآن کا ترجمہ کرنے کی کوشش کی۔

یہی وہ وقت تھا جب جرمنی کے مایہ ناز شاعر جوہان ولف گانگ فان گوئٹے (Johann Wolfgang von Goethe) نے آنکھ کھولی۔ گوئٹے کو کون نہیں جانتا۔ اسکی شہرت ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ گوئٹے صرف شاعر ہی نہیں تھا، بلکہ اس نے وکالت کی ڈگری بھی حاصل کی تھی ۔ بیالوجی ، جیالوجی ، باٹنی اور اناٹومی کا علم بھی حاصل کیا تھا۔ مختلف سیاسی عہدوں پر بھی فائز رہا۔ اس کی ادبی خدمات دوسرے ملکوں میں بھی اس طرح نصاب کا حصہ بن چکی ہیں کہ انہیں ترک کرنے کا سوچا بھی نہیں جاسکتا۔

چند سال پہلے جوہان ولف گانگ گوئٹے کے متعلق دو واقعات جرمنی میں پیش آئے۔ ایک تو یہ کہ میونخ میں اسلامی سینٹر کی طرف سے پمفلٹ چھپوا کر تقسیم کئے گئے کہ مشہور جرمن شاعر گوئٹے مسلمان تھا۔ دوسرا واقعہ جرمنی کے شہر وائیمر میں پیش آیا جہاں گوئٹے کا مدفن بھی ہے۔ وہاں مسلمانوں کے ایک گروپ نے باقاعدہ انٹرنیٹ پر یہ فتویٰ دیا کہ گوئٹے مسلمان تھا۔[1]

اس کے بعد 2001ء میں کیتھرینا فون موسمین کی کتاب گوئٹے اور اسلام کے نام سے شائع ہوئی۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اس سے پہلے بھی مختلف مصنفین نے گوئٹے کے حالاتِ زندگی اور اس کے کاموں کے متعلق کتابیں لکھی ہیں لیکن کہیں بھی اس کی زندگی میں قرآن اور اسلام کی اہمیت کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اگر کہیں کوئی ذکر آتا بھی ہے تو انتہائی احتیاط کے پردوں میں لپٹا ہوا تا کہ حقیقت واضح نہ ہو سکے۔ مثلاً پیٹر برنر گوئٹے کی بائیوگرافی لکھتے ہوئے اس کے دیوان کے متعلق یہ کہتا ہے کہ یہ مغربی اور مشرقی مذہب کے متعلق لکھا ہوا ہے اور اس میں وہ اسلام کا کوئی ذکر ہی نہیں کرتا۔ اگر اس کی مغربی مذہب سے مراد عیسائیت تھی تو حضرت عیسیٰ تو خود ایک یہودی تھے اور مشرقی فلسطین سے تعلق رکھتے تھے۔ اور اگر اس کی مراد دیومالائی مذاہب سے تھی جو یونان اور یورپ میں پائے جاتے تھے تو ہر کوئی جانتا ہے کہ گوئٹے کے نزدیک ان کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ گوئٹے نے اپنے دیوان کے متعلق بھی ایک علیحدہ کتاب لکھی تھی جس کا نام Noten und Abhandlung zum West-Oestlischen Diwan ہے اس کتاب میں گوئٹے خود واضح کرتا ہے کہ یہودیت ، عیسائیت اور اسلام تینوں مشرقی مذاہب تھے۔[2]

کیتھرینا موسمین اپنی کتاب میں لکھتی ہے کہ یہ حقیقت ہے کہ گوئٹے کو اسلام میں گہری دلچسپی تھی لیکن اسلام قبول کرنے سے ابھی بہت دور تھا۔ مزید تحقیق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گوئٹے کافی کم عمری میں ہی قرآنی تعلیمات سے متأثر ہو کر اسلام قبول کر چکا تھا اور ایک جگہ وہ خود بھی تسلیم کرتا ہے کہ یعنی ''مصنف .... اس خیال کو رد نہیں کرتا کہ وہ خود ایک مسلمان ہے۔''[3] 1771ء میں میگرلین نے خزاں میں لگنے والی نمائش (Herbst Messe) میں قرآن مجید کا جرمن ترجمہ پیش کیا۔ اس وقت گوئٹے کی عمر ۲۳ سال تھی اور اس کے پاس میگرلین کے توسط سے ہی قرآن مجید کا ترجمہ موجود تھا۔[4]

ہمیں گوئٹے کی طرف سے جو پہلا حوالہ ملتا ہے وہ قرآن کے متعلق ایک خط ہے جو اس نے اپنے دوست ہیرڈر کو لکھا جس پر تاریخ درج نہیں ہے۔ وہ اس خط میں قرآن کریم کی سورۃ نمبر 20 کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ : ''میرا دل چاہتا ہے کہ میں دعا کروں جیسے قرآن میں حضرت موسےٰ نے دعا کی تھی۔ خدایا میرے تنگ سینہ میں جگہ بنادے''۔

خیال کیا جاتا ہے کہ یہ خط 1772ء کے لگ بھگ لکھا گیا تھا کیونکہ گوئٹے نے اس خط کے آخر میں ایک اخبار کے نام کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ مجھے FR2 کا نمبر 154 بھی ابھی ملا ہے۔ (Frankfurter Zeitung)[5]

اسی سال صرف 23 سال کی عمر میں اس نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں نعت جس کا نام محمد ﷺ کا گیت (Mahomets Gesang) لکھی اسے پڑھنے والا سمجھتا ہے کہ یہ ایک گہرا ادراک رکھنے والے مسلمان کی لکھی ہوئی نعت ہی ہوسکتی ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ ایک 23 سالہ نوجوان جس کے ملک میں آنحضرت ﷺ کے بارے میں صرف جھوٹ ہی بیان کیا جا رہا تھا اس نے آپ کی مدح میں کیسی خوبصورت نعت لکھی۔ اس نعت میں وہ ایک دریا کے بہاؤ کو بیان کرتا ہے جو اپنے راستہ میں پہاڑوں سے سمندر تک جاتا ہے۔ اس کا ہر قطعہ ایک باب یا موضوع بیان کرتا ہے ۔ یہ نعت ایک گہری نیت اور مضبوط ارادہ ظاہر کرتی ہے۔ انسان اس کے عنوان سے ہی سمجھ سکتا ہے کہ یہ بیان رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے متوازی چل رہا ہے ۔ یہ اشعار استعارے کی صورت میں ہیں جو چھوٹے چشمہ سے شروع ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ بڑھتا جاتا ہے اور اپنے آپ کو پھیلاتا جاتا ہے اور اس میں شدت کی روحانی طاقت پیدا ہوتی جاتی ہے تا کہ وہ بلند شان سے اس سمندر میں داخل ہو سکے۔

مغربی شاعر کا مشرقی دیوان

گوئٹے کے دیوان کا نام جرمن زبان میں West-Oestlisches Diwan ہے یعنی مغربی اور مشرقی دیوان اور اس کا عربی نام گوئٹے نے خود تجویز کیا ہے

الدیوان الشرقی للمؤلف الغربی .[4]

گوئٹے مشرقی شاعروں سے بہت متأثر تھا۔ اس کا پسندیدہ شاعر حافظ تھا اس کے متعلق اس نے اپنے دیوان میں ایک علیحدہ موضوع ''حافظ نامے'' کے عنوان سے رکھا تھا۔ اپنے دیوان میں وہ خود لکھتا ہے ''تسلیم کرلو! کہ مشرقی شاعر ہم مغربی شاعروں سے بڑھ کر ہیں۔''

اگر ہم فرینکفرٹ میں موجود گوئٹے کے گھر میں جائیں جو اب ایک میوزیم میں تبدیل ہو چکا ہے، تو وہاں ہمیں اس کی موجود کتابوں میں عربی اور فارسی کی ڈکشنریاں بھی ملیں گی۔[7]

اور ''شیلر'' (Schiller) اور اس کی بیوی گواہی دیتے ہیں کہ ''گوئٹے نے قرآن شریف کی کچھ آیات کا ترجمہ کر کے ایک محفل میں پڑھا تھا''۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس نے قرآنی دعاؤں کو خود نقل کر کے بھی لکھا ہوا تھا۔

یہ ایک فطرتی بات ہے کہ جب انسان کسی چیز سے متأثر ہوتا ہے تو اپنے عزیزوں اور دوستوں میں بھی اس کا چرچا کرتا ہے۔ چنانچہ گوئٹے بھی اپنے دوستوں میں اسلام کا ذکر کرتا رہا۔ اپنے ایک دوست جس کا نام ایکرمن (Eckermann) ہے اس کے ساتھ اسلامی تربیّت کے متعلق گفتگو ایکرمن کی تحریری یادداشت میں ملتی ہے۔ چنانچہ اس گفتگو میں گوئٹے کہتا ہے کہ '' یہ عجیب سی بات ہے کہ کونسی تعلیمات سے مسلمان اپنی تربیت شروع کرتے ہیں۔ مذہب کے متعلق بنیادی چیز وہ یہ سیکھتے ہیں کہ انسانی زندگی میں ایسی کوئی بات نہیں ہوسکتی جو خدا نے جو ہر چیز کو کنٹرول کرنے والا ہے اس کی قسمت میں نہ لکھ دی ہو اور اسی لئے وہ اپنی ساری زندگی کے لئے تیار ہو گئے ہوتے ہیں اور مطمئن رہتے ہیں اور انہیں اور کسی کی ضرورت نہیں رہتی۔''

پھر وہ کہتا ہے:۔

''میں یہ پتہ نہیں لگانا چاہتا کہ اس تعلیم میں کیا چیز سچی ہے اور کیا چیز جھوٹی اور کیا فائدہ مند ہے اور کیا نقصان دہ۔ مگر اصل میں اس مذہب کا کچھ نہ کچھ حصہ ہم سب میں پایا جاتا ہے بغیر اس کے کہ ہمیں سکھایا گیا ہو......

اپنے فلسفہ کی تعلیم مسلمان اس طرح شروع کرتے ہیں کہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کا مخالف رخ بیان نہ کیا جا سکتا ہو اور یوں وہ اپنے جوانوں کی تربیت کرتے ہیں۔ وہ انہیں ایسے سوال دیتے ہیں جس کے لئے انہیں ہر دعویٰ کے برعکس ڈھونڈنا ہوتا ہے۔ یوں وہ سوچنے اور بولنے میں کافی مہارت حاصل کر لیتے ہیں۔ پھر جب ہر دعویٰ کے برعکس دعویٰ بیان ہو گیا ہوتا ہے تو پھر یہ شک پیدا ہوتا ہے کہ کونسا سچ ہے۔ مگر ذہن کیونکہ شک میں کھڑا نہیں رہتا بلکہ مزید تحقیق کرتا ہے اور اس کا امتحان لیتا ہے اگر یہ صحیح طریق سے کیا جائے تو پھر کسی ایک چیز کے متعلق یقین پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے جو کہ اصل مقصد ہے۔ جس میں انسان پھر اپنا اطمینان پاتا ہے۔

آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس تعلیم میں کسی چیز کی کمی نہیں اور ہم اپنے سارے کے سارے system کے ساتھ اس سے آگے نہیں اور اصل میں اس سے آگے کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا۔ مسلمانوں کے فلسفے کا نظام ایک ایسا پیمانہ ہے جس سے انسان اپنے آپ کو بھی اور دوسروں کو بھی ماپ سکتا ہے تا کہ یہ پتہ لگا سکے کے انسان کس روحانی درجے پر کھڑا ہے۔''[8]

Katharina v. Momsens اپنی کتاب میں لکھتی ہے کہ ''یہ پتہ نہیں لگایا جاسکتا کہ گوئٹے نے یہ

بات کہاں سے لی ہے کیونکہ orthodox مسلمان بھی کہتے ہیں کہ یہ ہماری تعلیم نہیں''۔

لیکن اگر ہم غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ گوئٹے نے اسلامی تعلیم صرف قرآن سے سیکھی ہے اور جب ہم قرآن پڑھیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں غور اور فکر کا حکم دیتا ہے اور مزید یہ بھی قرآن کریم میں بیان ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر چھوڑا ہے۔ گویا گوئٹے نے اپنی یہ تھیوری صرف اور صرف قرآن پاک سے ہی لی ہے۔ خاص طور پر اس کے خطوط جو وہ ''ہیرڈر'' (Herder) کو لکھتا رہا۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مذہب اسلام میں اپنے لئے سکون تلاش کرتا رہا۔ ایک خط میں جو غالباً 1772ء میں لکھا تھا اس میں وہ لکھتا ہے کہ: ''میرا دل چاہتا ہے کہ میں دعا کروں جیسے قرآن میں حضرت موسےٰ نے دعا کی تھی۔ خدایا میرے تنگ سینہ میں جگہ بنا دے''۔[9]

یہ سورۃ طٰہٰ میں ربّ شرح لی صدری و یسّر لی امری والی دعا ہے پھر صرف ''ہیرڈر'' ہی کو نہیں بلکہ اس نے اوروں کو بھی اپنے خطوط میں لکھا۔ مثلاً ''سیلٹر'' Zelter کو لکھتا ہے کہ

''میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا کہ میں یہاں (ایسی صورتِ حال میں) اپنے آپ کو اسلام میں رکھنے کی کوشش کرتا ہوں''۔[10]

1831ء میں ہیضہ کی وبا میں بے تحاشا لوگ مر گئے۔ تو اس نے ''شوپن ہاور آڈلر'' Adele Schopenhauer'' کو تسلی دیتے ہوئے لکھا۔

''یہاں کوئی کسی کو مشورہ نہیں دے سکتا۔ ہر ایک اپنے لئے خود فیصلہ کرے کہ کیا کرنا ہے۔ اسلام میں ہم سب جیتے ہیں چاہے جس طرح بھی ہم ایک دوسرے کو حوصلہ اور طاقت دیں''۔[11]

یہاں یہ نوٹ دینا ضروری ہوگا کہ گوئٹے نے اپنے پاس ''اسلام'' لفظ کا مطلب یوں لکھا ہوا تھا ''خدائے واحد کے سامنے جھکنا'' تو اس کی اس خط میں تسلی دینے سے یہی مراد بنتی ہے کہ ہم خدا کے سامنے جھکنے سے ہی اطمینان حاصل کرتے ہیں چاہے کچھ بھی ہو۔ اس بات کی وضاحت وہ اپنے دیوان میں یوں کرتا ہے کہ:

یہ جہالت ہے کہ ہر کوئی اپنے معاملہ میں اپنی رائے کو زیادہ اہمیت دے اگر اسلام کا مطلب خدا کے سامنے جھکنا ہے تو پھر اسلام میں ہی ہمارا جینا اور مرنا ہے۔[12]

پھر 1820ء میں وہ اپنے دوست ولمر (Willemer) کو لکھتا ہے۔

''یقیناً معقول مذہبی نظریوں میں اسلام ہی ہے جسے اب یا بعد میں ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا''۔[13]

صلیب کا انکار

جوں جوں گوئٹے کی اسلام میں دلچسپی بڑھتی رہی اتنا ہی وہ عیسائی مذہب سے دور ہوتا گیا۔ عیسائی مذہب کی پیش کردہ صلیب کی تصویر کا انکار کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے کہ:

اب تم آئے ہو ایک نشان لٹکائے ہوئے
جو مجھے سب سے برا لگتا ہے
مجھے سخت ناپسند ہے یہ پوری نئے زمانے کی جہالت
مجھے تم چاہو گے شیراز لے جانا
کیا میں وہاں اس تنگ نظری میں
لکڑی پر لگی لکڑی کی عبادت کروں[14]

اپنے دیوان میں وہ ایک نہایت دلچسپ شعر عیسائیت کے متعلق لکھتا ہے کہ:

آسمان سے نازل ہونے والا مسیح ابدی تعلیم کی وحی لیکر آیا اور دن رات حواریوں کو اس کی تعلیم دیتا تھا۔ خدا کی بات جو اثر کرتی تھی اور نشانے پہ لگتی تھی وہ واپس چلا گیا اور اسے ساتھ لے گیا۔ ہاں، لیکن انہوں (حواریوں نے) نے اچھا محسوس کیا اور ہر ایک نے (اس تعلیم کو) اسے ٹکڑوں میں لکھا جو ان کے ذہنوں میں رہ گیا تھا۔

ہاں لیکن (حواریوں کے لکھے ہوئے) اس کے ساتھ کرسچن قیامت تک گزارہ کر سکتے ہیں۔[15]

گوئٹے خدا کو واحد ماننے پر زور دیتا تھا اور اس کے ساتھ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عیسائیت میں جو تصور ہے اس کا انکار کرتا ہے اور اسلامی تعلیم کے مطابق حضرت عیسیٰ کو نبی مانتا ہے۔ اس کے متعلق ایک نظم میں یوں لکھتا ہے کہ:

حضرت عیسیٰ کی سوچ مطہر تھی
اور وہ ایک خدا کو مانتے تھے
جو عیسیٰ کو خدا بناتا ہے وہ انکی
مطہر سوچ کا مذاق اڑاتا ہے
اس لئے حق بات ہی روشن ہونی چاہئے
جسے محمدؐ پا چکے ہیں
اور انہوں نے وحدانیت سے
ساری کائنات جیت لی۔[16]

خدا کا ہے مغرب خدا کا ہے مشرق

سب سے اولین بات جو گوئٹے کو اسلام میں پسند لگتی ہے وہ خدا کا واحد ہونا ہے۔ وحدانیت سے محبت میں لکھتا ہے۔

خدا کا ہی مشرق ہے خدا کا ہی مغرب ہے
شمال اور جنوب کے علاقے اسکے ہاتھوں امن میں ہیں
وہ واحد ہے جو صحیح فیصلہ کرنے والا ہے
ہر ایک کے لئے اچھا چاہتا ہے
اس کے سو ناموں میں سے یہ
سب سے زیادہ تعریف والا ہو
مجھے کنفیوز کرے گا گمراہ ہونا
لیکن تم جانتے ہو مجھے کنفیوز ہونے سے بچانا
جب بھی میں کچھ کرتا ہوں
جب بھی میں شعر لکھتا ہوں
تم مجھے سیدھا راستہ دکھاتے ہو[17]

اگر ان اشعار پر غور کیا جائے تو یہ سورہ الفاتحہ سے متاثر ہو کر لکھی ہوئی لگتی ہے۔

ام الکتاب

گوئٹے کی قرآن سے واقفیت 23 سال کی عمر سے بہت پہلے ہی ہو چکی ہوگی۔ کیونکہ پہلے اس کا ہیرڈر کو خط لکھنے کا تذکرہ کیا جا چکا ہے۔ مزید یہ کہ میگرلین کے نمائش میں قرآن کا ترجمہ پیش کرنے سے پہلے ہی اس کے پاس قرآن مجید کا ترجمہ موجود تھا۔ کیتھرینا مومسین اپنی کتاب ''گوئٹے اور اسلام'' میں لکھتی ہے کہ 72-1771ء کے لگ بھگ وہ قرآن کا گہرا مطالعہ کر چکا تھا۔ (میگرلین کا ترجمہ 1771ء میں شائع ہوا تھا)۔ اپنے دیوان میں اس نے قرآن کریم کے متعلق بہت خوبصورت اشعار لکھے ہیں وہ لکھتا ہے کہ:

کیا قرآن ہمیشہ سے ہے میں یہ نہیں پوچھتا
کیا قرآن تخلیق کیا گیا ہے یہ میں نہیں جانتا
یہ کتاب کتابوں کی ماں ہے اور میرا مسلمان
ہونے کے ناطے اسے ماننا فرض ہے۔[18]

پھر مزید لکھتا ہے:۔

یہ ابدی (نشے والی) شراب ہے
اس میں مجھے کوئی شک نہیں
یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ فرشتوں
سے بھی پہلے تخلیق کی گئی ہو
اسے پینے والا چاہے وہ کیسا بھی ہو
اسے خدا کا عرفان ہوگا۔[19]

قرآنی زبان سے متأثر ہو کر اس نے کئی اشعار کو بھی اسی انداز میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً عورت کے متعلق لکھتا ہے:۔

عورت سے نرمی کا سلوک کرو اسے ٹیڑھی پسلی سے پیدا کیا گیا ہے
خدا نے اسے سیدھا نہیں بنایا اسے سیدھا کرو گے تو ٹوٹ جائے گی
اور اگر اسے لاتعلق چھوڑو گے تو یہ اور ٹیڑھی ہو جائے گی
اے بنی آدم زیادہ برا کیا ہے (بہتر ہے کہ) عورتوں سے نرمی کا سلوک کرو یہ اچھا نہیں ہے کہ تمہاری ایک پسلی ٹوٹ جائے۔[20]

فارسی زبان کا شاعر حافظ گوئٹے کا پسندیدہ شاعر تھا اس کے ایک شعر کے حوالے سے گوئٹے یہ لکھتا ہے۔

''میں جو بھی کر سکا ہوں یہ صرف قرآن کی (برکت) سے ہے''۔[21]

مومسن لکھتی ہے کہ گوئٹے کے پاس میگرلین کا کیا ہوا قرآن مجید کا ترجمہ تھا لیکن وہ خود بھی قرآن کریم کو پڑھ کر اس ترجمہ کو بہتر بناتا رہتا تھا۔ پھر وہ یہ بھی لکھتی ہے کہ جو آیتیں اسے سب سے زیادہ پسند آتی تھیں یا جن کا مضمون وہ اپنی شاعری میں استعمال کرنا چاہتا اپنے پاس لکھ لیا کرتا تھا اور 70 سال کی عمر میں وہ اس خواہش کا اظہار کرتا ہے کہ وہ اس رات کو جشن منائے جس میں مکمل قرآن نبی ﷺ پر نازل ہو چکا تھا۔

تمام جہانوں کے سردار محمد ﷺ

23 سالہ گوئٹے جب قرآن کا کافی مطالعہ کر چکا تھا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا (لیکن اسے کبھی مکمل نہ کر سکا) مومسن اپنی کتاب میں لکھتی ہے کہ تین باتوں سے متأثر ہو کر اس نے یہ کتاب لکھنے کا فیصلہ کیا تھا۔

1۔ رسول اللہ ﷺ کی اپنی ذات
2۔ اسلامی تعلیم کہ خدا واحد ہے۔
3۔ قرآن کریم میں خدا کے معبود ہونے اور رحمٰن اور رحیم ہونے کے ذکر کی وجہ سے۔[22]

اس نے جو نعت محمدؐ کا گیت لکھی وہ بھی اس کتاب کا حصہ ہے پھر ایک چھوٹی سی گفتگو جو رسول اللہ ﷺ اور حضرت حلیمہ (رضاعی والدہ) کے درمیان جس میں رسول اللہ ﷺ کے اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب بچپن میں رضاعت کے دور میں باہر بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دو فرشتوں نے آپ کا سینہ مبارک چاک کر کے آپ کا دل دھویا تھا۔[23]

اس کتاب کو گوئٹے مکمل نہ کر سکا۔ ہمارے پاس بس اس کے چند نوٹس ہیں جن میں سے ایک نہایت خوبصورت نعت ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ جب یہ نعت لکھی گئی اس وقت سے لے کر دنیا سے رخصت ہونے تک گوئٹے کی دلچسپی اور محبت رسول اللہ ﷺ اور ان کے لائے ہوئے دین سے اس طرح بڑھتی رہی کہ وہ اپنی زندگی کے آخری لمحات میں جب بولنے کی طاقت بھی ختم ہو چکی تھی ہوا میں انگلی کے اشارے سے لفظ اللہ، لکھتا ہوا رخصت ہوا یہ علیحدہ بات ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اس نے اپنے نام کا پہلا حرف یعنی ڈبلیو لکھنا چاہا اور اب تو اس بات کو چھپانے کی بہت کوشش کی جاتی ہے۔

گوئٹے ایسے وقت دنیا میں آیا جب یورپ میں اسلام کی تصویر ایک انتہائی کٹر مذہب جو طاغوتی طاقتیں اور جادوئی قوتیں اپنے اندر رکھتا تھا' بنی ہوئی تھی۔ ایسے وقت جنہیں خدا نے حق کی روشنی عطا کرنی ہوتی ہے وہ ان کے سینہ کو کھول دیتا ہے۔ اس مضمون میں گوئٹے کے اسلام کے متعلق اشعار اور مضامین کی صرف ایک جھلک دکھائی گئی ہے۔ اس کا دیوان بہت وسیع اسلامی مضامین پر مشتمل ہے اور گوئٹے اور چند اور مشہور شخصیتوں کا مسلمان ہونا۔ ایسے وقت میں سامنے آیا ہے کہ جب مغرب میں سچائی کا پودا اپنی جڑیں مضبوط کر رہا ہے اور یہ واقعہ بھی ملک جرمنی میں گزرا ہے، یاد رہے کہ جرمن قوم وہ قوم ہے جس کے دلوں پر احمدیہ جماعت کے خلفاء لا الٰہ الا اللہ لکھا ہونے کی بشارتیں دیتے آرہے ہیں۔ خدا کرے کے احمدیت کا پودا اس قوم میں اور ساری دنیا میں پھیلتا اور اپنی جڑیں مضبوط کرتا چلا جائے۔

حوالے

۱،۲،۵،۶،۷،۸،۹،۱۰،۱۱،۱۳،۲۱،۲۲،۲۳، Katharina von Momsens Goethe und der Islam, 2001

۴، Bruder Johann ibn Goethe

۱۲،۱۴،۱۵،۱۶،۱۷،۱۸،۱۹،۲۰، Johann Wolfgang von Goethes West Ostlicher Diwan

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

نکاح

مکرم عبدالعزیز خان صاحب سیکرٹری تعلیم القرآن ووقف عارضی حلقہ فیکٹری ایریا شاہدرہ لاہور تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میری بیٹی مکرمہ ہبۃ القیوم صاحبہ کے نکاح کا اعلان مکرم شیخ مجیب احمد طارق صاحب ولد مکرم شیخ حمید احمد صاحب کورنگی کراچی کے ساتھ مورخہ 28 مارچ 2010ء کو مکرم احمد عرفان صاحب مربی سلسلہ کھاریاں نے بیت الفتوح ونڈالہ روڈ شاہدرہ لاہور میں مبلغ پچاس ہزار روپے حق مہر پر کیا۔ مکرمہ ہبۃ القیوم صاحبہ مکرم حافظ عبدالکریم خان صاحب مرحوم سابق صدر جماعت احمدیہ خوشاب شہر کی پوتی اور مکرم عطا محمد صاحب آف قصور کی نواسی ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم حافظ احمد خان جوئیہ صاحب مربی سلسلہ لوکل انجمن احمدیہ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم رائے ذوالنورین جوئیہ صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ ٹھٹھہ جوئیہ ضلع سرگودھا مورخہ 22 مارچ 2010ء کو بعمر 70 سال وفات پاگئے۔ آپ کچھ عرصہ سے فالج کی وجہ سے صاحب فراش تھے۔ آپ کو 1954ء میں قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ آپ جماعت احمدیہ ٹھٹھہ جوئیہ کے اولین احمدیوں میں سے تھے۔ مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ باجماعت نمازوں کے پابند اور تہجد گزار تھے۔ مہمان نواز تھے۔ مرکز اور ضلع سے آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی کی ہمیشہ آپ کو توفیق ملتی۔ مربیان سلسلہ سے بہت محبت کرتے۔ چندہ جات سب سے پہلے ادا کرنے کی کوشش کرتے اور کبھی بقایا دار نہ ہوتے ہمیشہ سابقون میں شمار ہوتے۔ آپ کے بیٹے ذوالرحمتین کی جب عین جوانی میں ایک حادثہ کے نتیجہ میں وفات ہوئی تو انتہائی صبر کا مظاہرہ کر کے ایک مثال قائم کی۔ خوشی اور غمی میں ہمیشہ جماعتی روایات کو قائم رکھا۔ آپ نے بیوہ کے علاوہ 4 بیٹے اور 3 بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔

نکاح

مکرم محمد اشرف باجوہ صاحب محلہ ناصر آباد غربی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے خاکسار کی بیٹی مکرمہ منصورہ منزہ باجوہ صاحبہ کے نکاح کا اعلان ہمراہ مکرم ندیم احمد وسیم صاحب مربی سلسلہ نائیجیریا سے مبلغ 50 ہزار روپے حق مہر پر مکرم حنیف محمود صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے مورخہ 23 مارچ 2010ء کو بیت الرضا ناصر آباد جنوبی میں کیا۔ احباب سے رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جہت سے بابرکت فرمائے۔ آمین

ولادت

مکرم میر محفوظ الحق صاحب صدر جماعت ڈیریانوالہ ضلع نارووال تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے مکرم میر انجم پرویز صاحب مربی سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے 25 فروری 2010ء کو ایک بیٹے کے بعد بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت بچی کا نام شافیہ پرویز عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ احباب جماعت سے اس کے نیک، صالحہ اور خادمہ دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

درخواست دعا

مکرم ناصر احمد صاحب دارالعلوم شرقی نور ربوہ جوڑوں کی درد اور معدہ کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

ملازمت کے مواقع

ایک کمپنی کو مینیجر کاسٹ اکاؤنٹنگ، مینیجر سپلائی چین، اسسٹنٹ مینیجر ایچ آر، اسسٹنٹ مینیجر کوالٹی کنٹرول اور شفٹ انجینئرز درکار ہیں۔ رابطہ کیلئے engineering.hr@hotmail.com

نیشنل ٹیلی کمیونیکیشن کارپوریشن کو ڈویژنل انجینئر درکار ہے۔ درخواستیں 26 اپریل 2010ء تک بنام ڈائریکٹر ایچ آر NTC HQ,F-5/1 اسلام آباد بھجوائی جاسکتی ہیں۔

گورنمنٹ آف پاکستان منسٹری آف ڈیفنس کو اسسٹنٹ ڈائریکٹر درکار ہے۔

نیشنل ٹیکسٹائل یونیورسٹی فیصل آباد میں مختلف آسامیوں کیلئے نوجوان درکار ہیں۔

پاکستان آرڈیننس فیکٹری واہ کینٹ کو اسسٹنٹ مینیجر ٹیکنیکل، اسسٹنٹ مینیجر مکینیکل اور اسسٹنٹ مینیجر ویلفیئر درکار ہیں۔

نوٹ: تمام اشتہارات کی تفصیل سے کیلئے مورخہ 11 اپریل 2010ء کا روزنامہ ڈان ملاحظہ فرمائیں۔

(نظارت صنعت وتجارت)

سات قدیم عجائبات عالم

یہ وہ انسان ساختہ کلاسیکل عجائبات ہیں جو قدیم انسانوں نے وسائل کم ہوتے ہوئے بھی انتہائی دلکش انداز میں تعمیر کئے تھے۔ بدقسمتی سے چھ عجائب قدرتی آفات یا حادثوں کا شکار ہو کر تباہ ہوگئے، صرف غزہ کا ہرم رہ گیا ہے۔

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ بابائے تاریخ ہیروڈوٹس (484 ق م تا 425 ق م) اور سکندریہ لائبریری سے منسلک دانشور، کلیما خوش (Callimachus) نے سب سے پہلے دنیا کے عجائبات کی فہرستیں بنائی تھیں لیکن اب وہ معدوم ہو چکی ہیں۔ فی الوقت قدیم فہرست یونانی شاعر، انتی پطروس صیدونی کی مرتب کردہ ہے جو اس نے 140 ق م میں اپنی ایک نظم میں بیان کی تھی۔ غزہ کے عظیم ہرم کے علاوہ قدیم دنیا کے چھ عجائبات کا مختصر تعارف درج ذیل ہے۔

☆ **بابل کے معلق باغات:۔** 600 ق م میں بنوکد نصر دوم نے بابلی فنکاروں کے ذریعے بنوائے۔ مؤرخین کے مطابق یہ باغ کئی منزلہ تھے۔ ہیروڈوٹس لکھتا ہے کہ اس کی بیرونی دیواریں 56 میل تک پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ 80 فٹ موٹی اور 320 فٹ اونچی تھیں۔ بتایا جاتا ہے کہ 1 ق م میں زلزلے کے باعث یہ باغات تباہ ہوگئے جو دریائے فرات کے کنارے واقع تھے۔

☆ **آرٹمیس کا معبد:۔** یہ ڈیانا کا معبد بھی کہلاتا ہے۔ ہخامنشی حکمرانوں نے ترکی کے شہر، افسوس میں دیوی آرٹمیس کے اعزاز میں تعمیر کرایا۔ تقریباً 550 ق م میں مکمل ہوا۔ بتایا جاتا ہے کہ 21 جولائی 356 ق م میں ایک نوجوان ہیروسٹراٹس نے اسے جلا ڈالا تاکہ جاودانی شہرت حاصل کرسکے۔ اس کے اب بچے کھچے آثار ہی باقی ہیں۔

☆ **زیوس کا مجسمہ:۔** یونانی دیو مالا میں سب سے بڑے دیوتا، زیوس کا یہ مجسمہ یونان کے ممتاز مجسمہ ساز، فیڈیاس نے اولمپیا شہر میں بنایا تھا۔ 435 ق م میں مکمل ہوا۔ بتایا جاتا ہے کہ 40 فٹ اونچا ہے۔ اسے پانچویں یا چھٹی صدی عیسوی میں عیسائیوں نے گرا دیا تھا تاکہ علاقے میں بت پرستی ختم کی جاسکے۔

☆ **آرام گاہ ہالیکارناسوس:۔** ایک مقبرہ جو ترک شہر ہالیکارناسوس (اب بودروم) میں ماؤسولس، اس کی بیوی آرٹیمیشیا دوم آف کاریا اور بہن کے لئے تعمیر کیا گیا۔ ماؤسولس قدیم فارسی سلطنت میں ساتراپی (گورنر) تھا۔ مقبرہ 351 ق م میں بنایا گیا۔ 135 فٹ بلند تھا۔ اسے ایک زلزلے میں شدید نقصان پہنچا اور پھر 1494ء میں عیسائی صلیبیوں نے اسے مکمل طور پر تباہ کر دیا۔ انگریزی لفظ "میوزیم" اور اردو لفظ "مزار" اسی شخصیت کے نام سے نکلے ہیں۔

☆ **رہوڈز کا مجسمہ:۔** یونانی دیوتا، ہیلوس کا یہ دیوہیکل مجسمہ جزیرہ رہوڈز کی بندرگاہ پر نصب تھا۔ اسے چارس آف لنڈوس نے 292 ق م تا 280 ق م کے دوران تخلیق کیا۔ کانسی کا یہ مجسمہ ایک سو فٹ اونچا تھا۔ 226 ق م میں ایک زلزلے کے باعث ٹوٹا اور پھر نصب نہ ہوسکا۔

☆ **سکندریہ کا مینار:۔** ایک مینار جو 285 ق م تا 247 ق م مصری شہر سکندریہ کے جزیرہ فاروس میں بطور یادگار تعمیر کیا گیا۔ بعد ازاں اسے لائٹ ہاؤس کے طور پر استعمال کیا جانے لگا۔ یہ 115 تا 150 میٹر (383 تا 450 فٹ) بلند تھا۔ کئی صدیوں تک زمین پر انسان ساختہ سب سے اونچی عمارت رہی۔ یہ مینار 1303ء اور 1323ء کے زلزلوں کی وجہ سے تباہ ہوگیا تھا۔

☆☆☆☆☆

سیرت حضرت مولانا ظفر محمد ظفر صاحب

خاکسار اپنے والد محترم مولانا ظفر محمد ظفر صاحب کی سیرت وسوانح پر کتاب مرتب کرنا چاہتا ہے۔ اگر کسی کے پاس بطور استاد جامعہ احمدیہ، بطور قاضی سلسلہ و وکیل قضاء اور بحیثیت شاعر (عربی۔ فارسی۔ اردو) کے پیش نظر ان کی یادوں پر مشتمل واقعات اور حالات یا تصاویر ہوں تو مندرجہ ذیل پتہ پر بھجوا دیں۔ تصاویر بحفاظت واپس کردی جائیں گی۔

ناصر احمد ظفر بلوچ ظفر ہاؤس عقب فضل عمر ہسپتال دارالصدر شرقی طاہر ربوہ فون گھر: 0476211453

دفتر: 0476215800 فیکس: 0476211212

موبائل: 0334-6366126

ربوہ کے مضافات میں پلاٹس کے خریداران متوجہ ہوں

ربوہ کے مضافات میں جن احباب کے پلاٹس ہیں ان سے گزارش ہے کہ اپنے پلاٹس پر قبضہ کرنے کیلئے چار دیواری اور کم ازکم ایک کمرہ تعمیر کریں۔ جو احباب مضافاتی کالونیوں میں اپنے پلاٹ کی خرید وفروخت کسی پراپرٹی ڈیلر یا ایجنٹ کے ذریعہ کرنا چاہیں تو ان سے درخواست ہے کہ وہ صرف منظور شدہ پراپرٹی ڈیلر کی معرفت تحریری سودا کریں اور سودا کرنے سے قبل پراپرٹی ڈیلر کا اجازت نامہ ضرور چیک کرلیں۔

(صدر مضافاتی کمیٹی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

خبریں

ملکی اخبارات میں سے

ایل این جی معاہدے پر دستخط موخر سپریم کورٹ نے قدرتی مائع گیس (ایل این جی) کے درآمد کے ٹھیکے میں سیکرٹری کابینہ ڈویژن سے اقتصادی رابطہ کمیٹی کے اجلاس کا ریکارڈ طلب کرلیا ہے۔ چیف جسٹس آف پاکستان افتخار محمد چودھری نے اقتصادی رابطہ کمیٹی کا ریکارڈ عدالت میں پیش نہ کرنے پر برہمی کا اظہار کیا ہے اور دوران سماعت ریمارکس دیتے ہوئے کہا کہ قومی دولت کا ضیاع نہیں ہونے دیں گے۔ وزارت پٹرولیم کے وکیل ایس ایم ظفر نے عدالت کو بتایا کہ سپریم کورٹ کے فیصلے تک وزارت پٹرولیم نے قدرتی مائع گیس کے معاہدے پر دستخط نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

پنجاب میں صدارتی حکم پر احمد ریاض شیخ سمیت 736 قیدی رہا صوبائی وزیر قانون رانا ثناء اللہ نے کہا ہے کہ صدارتی حکم پر احمد ریاض شیخ سمیت 736 قیدی رہا کر رہے ہیں۔ 18ویں ترمیم پاس ہونے میں ابھی دو مرحلے باقی ہیں لیکن صدر زرداری نے اپنے دوست احمد ریاض شیخ کو خوش اور رہا کرنے کیلئے جلد بازی میں آئین کے آرٹیکل 45 کے تحت حاصل اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے ملک بھر کے قیدیوں کی ایک چوتھائی قید کی سزا معاف کی جس کی ملکی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ اس پر (ن) لیگ کے تحفظات ہیں اس کے باوجود آئینی تقاضے پورے کرنے کے لئے پنجاب حکومت نے صدارتی حکم پر عملدرآمد کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور قیدیوں کی رہائی کا فیصلہ کیا جارہا ہے۔

ہزارہ ڈویژن میں ہڑتال، مظاہرے اور عدالتوں کا بائیکاٹ خیبر پختونخواہ نام کے خلاف ہزارہ ڈویژن میں احتجاج کا سلسلہ جاری ہے جبکہ شاہراہ قراقرم کو دوبارہ بلاک کر دیا گیا۔ وکلاء نے علاقے میں عدالتوں کا بائیکاٹ کیا۔ سرحد حکومت نے ایبٹ آباد واقعے کی تحقیقات کیلئے عدالتی کمیشن قائم کر دیا ہے جبکہ واقعے میں جاں بحق ہونے والے افراد کے لواحقین کو تین لاکھ اور زخمیوں کیلئے ایک لاکھ روپے فی کس امداد کا اعلان کیا گیا ہے۔ مشتعل نوجوانوں نے دکانیں کھولنے کی کوششیں ناکام بنا دیں جبکہ اشیائے خورد ونوش کی قلت اور ٹرانسپورٹ کی عدم دستیابی کی وجہ سے مسافر اور عوام پریشان ہیں۔

پبلک سیفٹی کمیشن کی بحالی میں رکاوٹ
بلدیاتی اداروں کی عدم موجودگی، پبلک سیفٹی کمیشن کی بحالی کیلئے سپریم کورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد میں رکاوٹ بن گئی۔ سپریم کورٹ نے پولیس تشدد روکنے کیلئے فیصلہ دیا تھا کہ ایک ماہ میں ملک بھر میں پبلک سیفٹی کمیشن بحال کئے جائیں۔ بلدیاتی اداروں کے خاتمے کے بعد جنوری 2010ء سے ان اداروں کا وجود بھی ختم ہو چکا ہے۔ سرکاری ذرائع نے اس امر کی تصدیق کی ہے کہ سپریم کورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد مشکل ہوگا۔

پاک امریکہ تعلقات کی سمت درست ہو گئی امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے پاک امریکہ تعلقات کے بارے میں اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان دونوں ممالک کے درمیان تعلقات کی سمت درست ہو گئی ہے۔ اور میں اس صورتحال پر بہت خوش ہوں۔ یہ بات انہوں نے پاکستانی وفد کی واشنگٹن سے روانگی سے قبل شاہ محمود قریشی سے ملاقات کے بعد ہوٹل کی لابی میں نمائندہ ''جنگ'' سے رچرڈ ہالبروک کی موجودگی میں غیر رسمی گفتگو کرتے ہوئے کہی۔

چین میں شدید زلزلہ، 400 افراد ہلاک 8 ہزار سے زائد زخمی چین کے مغربی صوبے چنگھائی میں تباہ کن زلزلے کے باعث 400 افراد ہلاک جبکہ 8 ہزار سے زائد افراد زخمی ہو گئے۔ زلزلے سے کئی عمارتیں زمین بوس ہو گئیں اور آفٹر شاکس کا سلسلہ تبت تک محسوس کیا گیا۔ چنگھائی میں 7.1 شدت کے زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے گئے۔ ہلاکتوں میں اضافے کا خدشہ ظاہر کیا جارہا ہے۔

ٹوئنٹی 20 ورلڈ کپ ویسٹ انڈیز میں شروع ہو رہا ہے ٹوئنٹی 20 کرکٹ ورلڈ کپ 30/اپریل 2010ء سے ویسٹ انڈیز میں شروع ہو رہا ہے۔ یہ ایونٹ 16 مئی تک جاری رہے گا۔ جیو سوپر ورلڈ کپ کے تمام میچز براہ راست دکھائے گا۔ 2009ء میں ٹوئنٹی 20 ورلڈ کپ کی فاتح ٹیم پاکستان اس سال اپنے اعزاز کا دفاع کرے گی۔

پاکستان میں بریسٹ کینسر سے روزانہ 110 ہلاکتیں پاکستان میں چھاتی کے کینسر کی وجہ سے روزانہ 110 خواتین کو اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ ایک ریڈیا لوجسٹ نے کینسر کے بارے میں اکٹھے کئے گئے اعداد و شمار کے بارے میں بتایا کہ پاکستان میں ہر سال 40 ہزار خواتین صرف چھاتی کے کینسر کے سبب لقمہ اجل بن جاتی ہیں اور ہر روز مختلف ہسپتالوں میں اس مرض کی وجہ سے 250 خواتین آتی ہیں۔ اس مرض کے بارے میں خواتین کو زیادہ سے زیادہ آگاہی دینے کی ضرورت ہے۔ پس موذی مرض سے نمٹنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے جلد سے جلد اس کی تشخیص اور بروقت علاج۔

☆......☆......☆

ربوہ میں طلوع وغروب 16/اپریل

طلوع فجر	4:12
طلوع آفتاب	5:37
زوال آفتاب	12:09
غروب آفتاب	6:40

الفضل روم کولر
جستی کولر، گیزر، گیس اوون، واٹر کولر آرڈر پر تیار کئے جاتے ہیں۔
ہر کمپنی کا AC خریدیں اور ہمارے منظور شدہ ڈیلر سے فٹ کروائیں۔ گیس اوون، AC سروس اور مرمت کا کام کیا جاتا ہے۔ AC کے لئے سٹیبلائزر بھی دستیاب ہیں۔ ہر قسم کا واٹر پمپ اور بورنگ کا کام بھی کیا جاتا ہے۔
نوٹ: کولر، گیزر، گیس اوون۔ ہر قسم کا AC پرانا نئے کے ساتھ تبدیل کروائیں۔ نیز ہر قسم کی موٹر وائنڈ کروائیں۔
فیکٹری: 1-B-16-265 کالج روڈ نزد اکبر چوک ٹاؤن شپ لاہور موبائل: 0300-4026760
فون نمبر: 042-5114822,5118096

زرعی سکنی جائیداد کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
نیو فضل عمر پراپرٹی سنٹر
شبیر احمد وڑائچ ساہیوال روڈ ربوہ
فون 0333-9791043,0331-7790301

لئیق کولنگ سنٹر
پروپرائیٹر لئیق احمد طاہر
فریج A.C کی سروس وریپئرنگ فٹنگ + ڈینٹ پینٹ کا مرکز
رابطہ کریں۔ فون نمبر: 03215496276
5۔ فضل عمر مارکیٹ نزد مہران لیبارٹری رحمت بازار ربوہ

احمدی بھائیوں کے لئے خاص رعایت
FAJAR RENT- A CAR
121-MF زینب ٹاور لنک روڈ ماڈل ٹاؤن لاہور
M.ABID BAIG
Contact No:0333-4301898

FD-10